سرزمین ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہونے والا پہلا

دینی، علمی، ادبی واصلاحی رسالہ

دوماہی افکار

جلد (۲) شمارہ (۴)

محرم، صفر ۱۴۴۶ھ جولائی، اگست ۲۰۲۴ء

مدیر

حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

فاضل دار العلوم دیوبند

مجلس ادارت

- مولانا مفتی محمد صادق صاحب قاسمی مبارک پوری
- مولانا مفتی شاکر عمیر صاحب معروفی قاسمی مظاہری
- مولانا مفتی وصی الرحمٰن صاحب قاسمی محمد آبادی
- مولانا مفتی لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی جہاناگنجی
- مولانا عبد العلیم صاحب قاسمی اعظمی (سرائے میر)
- مولانا شاہ عالم صاحب قاسمی ولید پوری

مجلس انتظامیہ

- ماسٹر قاری شمس الاسلام صاحب اعظمی
- قاری عبد الرحمٰن صاحب اعظمی
- جناب فیصل نعیم صاحب اعظمی
- مولانا محمد طیب صاحب اعظمی
- قاری حنظلہ توحید صاحب اعظمی
- حافظ محمد اسحاق صاحب اعظمی

زیر اہتمام

کاروانِ علم وادب، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

دو ماہی "افکار" ابراہیم پور

جلد (۲) جولائی، اگست ۲۰۲۴ء شمارہ (۴)

خصوصی ممبرشپ: =/500 اعزازی=/1000

آئینہ افکار

نمبر شمار	عناوین	مضامین نگار	صفحہ نمبر
۱	آئینۂ گفتار (اداریہ)	مدیر کے قلم سے	۳
۲	نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	الحاج غلام رسول صاحب شوقؔ ابراہیم پوری	۴
۳	بچوں کی اسلامی تعلیم وتربیت (قسط ۲)	مولوی حذیفہ ضیاء ابراہیم پوری	۵
۴	موجودہ صورتِ حال اور اس کا حل	مولانا عبیداللہ شمیم صاحب قاسمی اعظمی	۸
۵	محبت الٰہی	عزیزہ رعبا اقبال مبارک پوری	۱۴
۶	سچی توبہ	عزیزہ مطہرہ ضیاء ابراہیم پوری	۱۶
۷	اکابر احیاء العلوم، حصہ سوم: ایک تعارف	تبصرہ نگار: مولانا اسامہ ارشاد صاحب قاسمی معروفی	۱۷
۸	محبت نامہ	حبیب اعظمی	۲۰
۹	افکار کی ڈاک	قارئین افکار	۲۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

شائع کردہ

انجمن اصلاحِ معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

Mob: 8090707844

اداریہ

آئینۂ گفتار

مدیر کے قلم سے

آؤ مل کر انقلاب تازہ تر پیدا کریں
دہر پر اس طرح چھا جائیں کہ سب دیکھا کریں

موجودہ زمانے میں برائیوں اور گم راہیوں کے اسباب جس قدر تیزی سے عام ہو چکے ہیں، ان کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے، اب ضرورت ہے تو صرف اس بات کی کہ ان برائیوں اور گم راہیوں کا سد باب کیسے ہو اور وہ کون سی تدابیر اختیار کی جائیں، جن سے فتنوں کا سر کچلا جا سکے اور گم راہیوں کے سیلاب کو روکا جا سکے۔

بڑھتی ہوئی بے حیائیوں نے ہر قسم کی عزتوں کو نیلام کر دیا اور فیشن کی نت نئی جلوہ سامانیوں نے ان بے حیائیوں کو بڑی آسانی سے عروج تک پہونچا دیا، دولتوں کی ریل پیل اور عیش و عشرت کے سامان کے ہوتے ہوئے کون ہے جو خیر اور بھلائی کے کام سوچے اور پھر خیر کے کاموں کو کر کے لوگوں کے طعنے بھی سنے۔۔۔؟

یہی سماج کی بڑی مشکل ہے، جس نے نیکیوں اور اچھائیوں کے اعمال کو مشکل اور برائیوں اور گم راہیوں کے اسباب کو آسان کر دیا، نتیجہ سامنے ہے کہ اب کوئی کھل کر برائیوں پر روک ٹوک کرنے والا نہیں ملتا، بل کہ برائیوں کو فروغ دینے والے کے حمایتی تو دس مل جائیں گے، لیکن منکرات پر نکیر کرنے والا اکیلا رہ جاتا ہے۔

یہ سنگین حالات ان ہی مشکلات کا نتیجہ ہیں، جب مصلح کو غیر بل کہ دشمن سمجھا جائے اور اصلاح کی عملی کوششوں پر روک لگا دی جائے تو پھر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ برائیوں اور گم راہیوں کا سیلاب بلا خیز کس قدر تیزی سے آگے بڑھے گا اور لوگوں کو ہلاک کر دے گا۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم اس پہلو پر غور و فکر کریں! ورنہ وہ دن دور نہیں جب آپ سچ اور حق کے بجائے کھلے طور پر جھوٹ اور ناحق کی حمایت پر مجبور ہوں گے اور خواہی نہ خواہی آپ کو وہ سب کچھ کرنا پڑے گا جسے آپ کا ضمیر تو گوارا نہیں کرے گا اور آپ کا ایمان ان غلط کاموں سے منع کرے گا، لیکن آپ انھیں کرنے کے لیے مجبور کر دیے جائیں گے۔

☆ ☆ ☆

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاجی غلام رسول صاحب شوقؔ ادیب ابراہیم پوریؒ

کعبہ کبھی دیکھوں، کبھی دربارِ مدینہ
کیا کیا ہے تمنائے دلِ زارِ مدینہ
ہر لمحہ ہمہ وقت ہے اذکارِ مدینہ
ہردم ہے لبِ شوق پہ گفتارِ مدینہ
مومن کے تصور میں زمانے سے بسی ہے
پاکیزگیٔ مطلعِ انوارِ مدینہ
تا عمر نہیں چاہیے اس غم سے رہائی
ہے مرغِ نواریز، گرفتارِ مدینہ
قربان کی سرکار کے قدموں پہ ہر اک شئی
اللہ غنی، نصرتِ انصارِ مدینہ
کچھ اور نہیں اس کے علاوہ مجھے مطلوب
ہے پیشِ نظر حسرتِ دیدارِ مدینہ
الفاظ بھی اب شان کے شایاں نہیں ملتے
کیا شوقؔ لکھے مدحتِ سرکارِ مدینہ

☆ ☆ ☆

قسط (۲)

بچوں کی اسلامی تعلیم وتربیت
ضرورت اور تقاضے

ازقلم: مولوی حذیفہ ضیاء ابراہیم پوری
متعلم عربی ششم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور

حضرت عمرو بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر کفالت ایک چھوٹا سا بچہ تھا، کھانے کے برتن میں میرا ہاتھ اِدھر اُدھر چلا جایا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یاغلام سم الله وكل بيمينك وكل مما يليك۔ اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے سامنے سے تناول کرو۔ (بخاری شریف)

قرآن کریم کی متعدد آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات کھل کر عیاں ہوگئی کہ بچپن ہی سے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کرنا والدین کی ذمہ داری ہے، اور اس ذمہ داری کو بخوبی انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو دینی ماحول فراہم کریں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه اوينصرانه او يمجسانه۔ (صحیح البخاری، باب ما قیل فی اولاد المشرکین)

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بچے کے والدین نیک صالح ہوں اور وہ اس کو ایمان واسلام کی بنیادی باتیں سکھادیں تو بچہ ایمان واسلام کے عقیدے پر نشو ونما پائے گا،

گھریلو ماحول کی درستگی کے ساتھ ساتھ بچہ جتنا وقت گھر سے باہر گزارتا ہے اور جن کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس کی نگرانی کی جائے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل**۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی الرقم ۸۹۹۲)

انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے کوئی یہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کا دوست نیک اور پرہیز گار ہو تو اس سے نیکی اور پرہیز گاری زندگی میں آتی ہے، اور اگر دوست برا ہو تو برائی زندگی میں آتی ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند ☆ صحبت طالح ترا طالح کند

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”بچوں کے عید کے کپڑے بنانے سے ہزار بار زیادہ، اور اگر بچہ بیمار ہو جائے تو اس کا بہتر سے بہتر علاج ومعالجہ کرنے سے سیکڑوں بار زیادہ، اور اپنے بچوں کو نوکری کے قابل بنانے سے لاکھ بار زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کو سچا اور پکا مسلمان بنایا جائے“۔

(مکاتب کی اہمیت اکابر امت کی نگاہ میں ص:۶)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”بچوں کی ایسی تعلیم وتربیت جس سے وہ باعمل مسلمان بن جائیں، والدین کے فرائض میں شامل ہے۔ (تعلیم وتربیت)

لیکن آج کا زمانہ ترقی یافتہ اور ماڈرن زمانہ کہلاتا ہے، لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم وتربیت کے بغیر نرسری اسکولوں اور عصری اداروں میں داخل کر دیتے ہیں، اور یہ چیز عام طور پر خود ہمارے لیے اور بچوں کے عقائد وایمان کے لیے زہر ہلاہل ثابت ہو جاتی ہے، کیوں کہ موجودہ زمانے میں انگلش میڈیم اسکولوں اور عصری تعلیم گاہوں میں مکمل پلاننگ کے ساتھ ہمارے بچوں کے ذہنوں سے اسلامی عقائد وتعلیمات کے اثرات کو ختم کرنے اور مٹا دینے کی ناپاک کوششیں کی جا رہی ہیں، اور مسلمان بچوں کے عقائد کو خراب کرنے کے لیے منظم طور پر

ایسے نصاب تیار کیے جارہے ہیں جو اہلِ ایمان کے لیے خطرناک ہیں، اور اسکولوں میں سوریہ نمسکار اور یوگا جیسے ہندوانہ رسوم ورواج اور شرکیہ اعمال کو شامل کیا جارہا ہے، اور اب ہمارے دینی واسلامی مدارس ومکاتب میں بھی یہ چیزیں نافذ کرنے کی پلاننگ کی جارہی ہے، اور دشمنانِ اسلام اس میں کافی حد تک کامیاب بھی ہیں، مگر قربان جائیں ہمارے اکابر علمائے دیوبند کی دوراندیشیوں پر کہ انہوں نے مدارس کے سرکاری الحاق کو قوم کے لیے مضر بتایا، اور سرکاری امداد سے اربابِ مدارس کو مسلسل منع کرتے رہے، ورنہ آج جو حال ایڈیڈ مدارس ومکاتب کا ہورہا ہے، اور ان کو طرح طرح سے اپنے قبضہ واختیار میں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، وہ نہایت خطرناک عمل ہے، اور مدارس کی روح کو مٹادینے کے مترادف ہے۔

ہمارا مقصود ہرگز یہ نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو عصری تعلیم سے محروم رکھیں، بلکہ ہم اپنے بچوں کو پہلے دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں، اس کے بعد انہیں انجینئر، ڈاکٹر، وکیل، سیاست داں، مفکر ومدبر اور بہت کچھ زمانہ کے حالات وضروریات کے مطابق بنایا جائے، جو اپنے علم وفن کے ذریعہ ملک وقوم اور سماج کے ہر طبقہ کی ہر ممکن مدد کرسکیں، اور اہل اسلام کے لیے نفع بخش ثابت ہوں۔

اولاد کی بہتر اسلامی تعلیم وتربیت والدین کی اولین ذمہ داری ہے اور معاشرہ کے ہر فردبشر کی یہ فکر ہونی چاہیے کہ ہمارے نونہال کس طرح دینی واخلاقی قدروں کے حامل بن کر ملک وملت کے لیے بہتر افراد بن جائیں، اس کے لیے تعلیم وتربیت کے ماہرین اساتذہ اور عظیم اداروں کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ ہمیں ان تعلیمی اداروں، ان کے اساتذۂ کرام اور دینی وعلمی کتابوں کے مصنفین کا بھی شکرگزار ہونا چاہیے، جنہوں نے تعلیم وتربیت کے حوالے سے ہمیں گراں قدر خدمات سے نوازا، اور قوم وملت کے لیے انتہائی بیش قیمت تجاویز ومشورے بتلائے، جن پر عمل درآمد کی صورت میں قوم کے نونہال ملک وملت کے لیے مفید رجال کار بن سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

موجودہ صورتِ حال اور اس کا حل

مولانا عبیداللہ شمیم صاحب قاسمی اعظمی

مسلمانوں کی زبوں حالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، موجودہ صورتِ حال ایسی ہے کہ مسلمان نکبت اور ادبار وپستی میں ہر طرف سے گھرے ہوئے ہیں، ہر شخص کی زبان پر یہی بات آتی ہے کہ موجودہ زمانے میں مسلمانوں پر ہر طرف سے ظلم وستم کا پہاڑ توڑا جا رہا ہے، لیکن کیا ہم نے کبھی ان اسباب پر غور وفکر کیا کہ ہمارے آباء واجداد جن رفعتوں اور بلندیوں پر تھے، آخر کیا وجہ ہوئی کہ ہم بالکل پستی میں آ گئے اور ہر طرف سے ظلم وزیادتی کا نشانہ بننے لگے۔

ہر مہذب اور باشعور قوم کا نظامِ حیات اس کے بنیادی عقائد ونظریات، اقدار و روایات، اصول وضوابط اور نظریۂ حیات کا آئینہ دار ہوتا ہے اس لیے اگر آج مسلمانوں میں اسلامی نظامِ حیات رائج نہیں تو ماننا پڑے گا کہ انہوں نے اسلام کو محض زبانی دعوؤں اور ایمان کے کھوکھلے نعروں کے علاوہ اسے ایک دین اور ایک مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت سے قبول ہی نہیں کیا۔ اسے ایک کامل دین اور ایک مکمل نظام ہائے زندگی کی حیثیت سے اپنے دل ودماغ میں جگہ ہی نہیں دی۔ اس کے بجائے جو ضابطۂ حیات ہم نے اختیار کیا وہ ہمارے اجتماعی نظام (معاشرت، معیشت، عدل وانصاف، قانون وسیاست) وغیرہ سے صاف ظاہر ہے۔ اِسے جو چاہے نام دیں مگر یہ ایک اسلامی نظام حیات ہرگز نہیں۔ کیا قرآن وسنت اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا متعین کردہ نظام حق نہیں؟ اگر حق ہے تو آپ خود ہی بتائیں کہ حق کو چھوڑ دینے کے بعد ضلالت وگمراہی اور جہالت کے سوا اور رہ ہی کیا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ﴾ [یونس: ۳۲] ”نظام حق کو چھوڑ دینے کے بعد گمراہی اور جہالت کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے، تو تم کہاں بہکے جاتے ہو“۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾ [الاسراء: ۹] "بیشک قرآن ہی وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے، نیک اور صالح کام کریں بیشک ان کیلئے بڑا اجر وثواب ہے"۔ (بنی اسرائیل ۹)

بیشک قرآن ہی سیدھا راستہ ہے، لیکن آپ دیکھیں کہ ہمارا کیا حال ہے؟ ہم قرآن وسنت سے بے بہرہ دور گمراہی وجہالت کی اندھیریوں میں بھٹک رہے ہیں۔ کوئی راہ دکھانے والا نہیں، سب اپنی اپنی دھن میں مگن ہیں اور برائیوں پر برائیاں کئے جارہے ہیں۔ کسی کو ذرا احساس نہیں کہ ایک دن اسے اپنے رب کے ہاں جوابدہی کیلئے حاضر ہونا ہے اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہے۔

ہماری ذلت وپستی کے اسباب کیا ہیں، اس پر اگر غور کیا جائے تو چند وجہیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) ترکِ قرآن:

قرآن نور وہدایت اور کامیابی وکامرانی کا سرچشمہ ہے، اس کا ترک ہر قسم کی ذلت وناکامی کا سبب ہے، آج ہماری پستی کی سب سے اہم وجہ قرآن کریم کو ترک کردینا ہی ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً. (الفرقان: ۳۰) ترجمہ: اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

یعنی ضدی معاندین نے جب کسی طرح نصیحت پر کان نہ دھرا، تب پیغمبر نے بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ خداوندا! میری قوم نہیں سنتی، انہوں نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو (العیاذ باللہ) بکواس قرار دیا ہے، جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے

اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں تاکہ کوئی شخص سن اور سمجھ نہ سکے، اس طرح ان اشقیاء (بدبختوں) نے قرآن جیسی عظیم کتاب کو بالکل متروک ومہجور رچھوڑا ہے۔(تفسیر عثمانی)

آیت میں اگرچہ صرف کافروں کا تذکرہ ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ دینا، اس سے اعراض کرکے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت داخل ہوسکتی ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہجر قرآن کی چند اقسام ہیں۔

☆ قرآن کو سننے اور اس پر ایمان لانے کو ترک کردینا۔

☆ قرآن پر عمل اور حلال وحرام کی جانکاری چھوڑ دینا، گرچہ اس کو پڑھتا ہو اور اس پر ایمان بھی لاتا ہو۔

☆ قرآن کو فیصل بنانا ترک کردینا اور دین کے اصول وفروع میں اس سے فیصلہ ترک کردینا اور اعتقاد رکھنا کہ یہ یقین کا فائدہ نہیں دے گا اور اس کے لفظی دلائل سے علم حاصل نہیں ہوگا۔

☆ قرآن میں فہم وتدبر کرنے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کو ترک کردینا۔

☆ ہر قسم کے قلبی امراض میں اس سے شفا اور علاج ترک کردینا اور غیروں سے بیماری میں شفا طلب کرنا اور قرآن سے علاج ترک کردینا۔

یہ پانچوں قسمیں قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں داخل ہیں۔(الفوائد لابن القیم صفحہ:۸۲)۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری (۹/ ۷۹) میں تحریر فرمایا ہے: ”جو شخص تلاوت قرآن پر دوام اختیار کرتا ہے اس کی زبان اس کے لئے نرم ہو جاتی ہے اور اس کی قرأت کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور جب وہ روزانہ تلاوت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو قرأت اس پر بھاری ہو جاتی ہے اور اس کے لئے مشقت بن جاتی ہے“۔

(۲) ایمان سے محرومی:

آج ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر حقیقی ایمان جو ہونا چاہیے اس سے یکسر ہم خالی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تمہارے پاس ایمان رہا تو تم غالب رہو گے۔ آج ہماری پسپائی اس بات پہ غماز ہے کہ ہم ایمان سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔ (آل عمران: ۱۳۹)۔ ترجمہ: تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے رہو۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں صحابہ کو خطاب کر رہا ہے کہ جنگ احد میں جو نقصان تمہیں لاحق ہوا اس سے غم نہ کھاؤ، اگر تم ایمان والے رہے تو تم ہی غالب رہو گے۔ آج ہم کہنے کو تو مسلمان ہیں مگر ایمان کے تقاضے پورے نہیں کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ذلت و خواری ہمارا مقدر بن گئی۔

قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت میں اللہ رب العزت نے کامیابی کی چار صفات ذکر کی ہیں، ان میں سے پہلی صفت ایمان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْعَصْرِ، إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [العصر: ۱-۳] ترجمہ: قسم ہے زمانے کی، بے شک سارے انسان گھاٹے میں ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

اگر ہم ان چاروں صفات (ایمان، عمل، دعوت، صبر) کو جمع کر لیں تو ہر قسم کی ناکامی، ذلت اور ظلم سے بچ سکتے ہیں۔

(۳) اللہ کے احکام اور سنت رسول کی نافرمانی:

اللہ کی رحمت سے دوری کا ایک اہم سبب احکام اللہ اور احکام رسول سے روگردانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ، كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ

مُّنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُونَ [المائدۃ:۷۸،۷۹] ترجمہ: بنی اسرائیل کے کافروں پر داوٗد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی، اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔

یہ آیت بتلا رہی ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے لعنت کی وجہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔ آج کے مسلمانوں میں بھی بنی اسرائیل کی یہ صفات پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کے شکار ہو گئے اور رحمت الٰہی سے محروم کر دیئے گئے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد:۷) ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

یہاں اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کے دین کی مدد کرنا ہے یعنی ہم اللہ کے دین پر چلیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا، کافروں پر غلبہ دے گا اور مصیبت و پریشانی سے نجات دے گا۔

(٤) دنیا سے محبت:

دنیا کی محبت نے ہمیں دین سے غافل کر دیا، مقصد حیات بھلا دیا اور موت کا ڈر دل میں پیدا کر دیا۔ بے ایمانی، رشوت خوری، حرام کاری، قمار بازی، شہوت رانی، کالا بازاری، جہل و نادانی، کفر و عصیاں اور دولت کی کثرت سے عیش و شہوت کی زندگی ہمارا مشغلہ بن گیا۔

یاد رکھیں!! جب تک دل سے دنیا کی محبت دور نہ ہوگی ہمارے اندر سے مذموم صفات کا خاتمہ ناممکن ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلىٰ قَصْعَتِهَا. فَقَالَ قَائِلٌ: ومن قلّةٍ نحن يومئذٍ؟ قال: بل

أنتم يومئذٍ كثيرٌ، ولكنَّكم غُثاءٌ كغُثاءِ السَّيلِ ، ولينزِعنَّ اللهُ من صدورِ عدوِّكم المهابةَ منكم، وليقذِفَنَّ اللهُ في قلوبِكم الوهْنَ . فقال قائلٌ: يا رسولَ اللهِ! وما الوهْنُ؟ قال: حُبُّ الدُّنيا و كراهيةُ الموتِ (ابی داؤد: ٤٢٩٧)

ترجمہ: قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں، تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اس وقت بہت ہوگے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں "وہن" ڈال دے گا، تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! وہن کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے۔

دنیا کے مختلف خطوں پر نظر ڈالنے سے حالات کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکورہ فرمان صادق آرہا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم کمزور ہیں یا ہماری تعداد کم ہے بلکہ ہمارے اندر دنیا کی محبت پیدا ہوگئی، جس نے دین سے غافل کردیا، کثرت کے باوجود ہماری طاقت ختم ہوگئی اور ہم ریزہ ریزہ ہوگئے۔

ان کے علاوہ بھی دیگر وجوہات ہیں، ان میں یہی چاروں سب سے اہم ہیں۔ بل کہ ایک اور وجہ کا اضافہ کرسکتے ہیں اور وہ ہے مسلک پرستی، مسلکی اختلاف نے ہمیں ٹکڑوں میں تقسیم کردیا بل کہ یہ کہیں جسم مسلم کو کاٹ کاٹ کر الگ کردیا، ہمارا سر الگ اور دھڑ الگ ہے۔ دشمنوں کے ہتھکنڈوں نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جس قدر مسلک پرستی نے دین اسلام اور قوم مسلم کو پہونچا۔ ایک دوسرے کو کافر قرار دینا، ایک دوسرے مسلمان سے شادی بیاہ، لین دین اور قطع تعلق کرنا، ایک دوسرے کو نیچا اور غلط ثابت کرنے کے لئے تلوار و نیزے اٹھانا بل کہ کافروں سے بدتر سلوک کرنا آپس میں اس قدر شدید ہے کہ یہودیت و نصرانیت کی دشمنی ماند پڑ گئی۔ الحفیظ والأمان۔

اللہ رب العزت ہمیں پورے طور پر دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محبتِ الٰہی

عزیزہ رعبا اقبال مبارک پوری

دور حاضر میں عشق الٰہی اکثر لوگوں کے دلوں سے ختم ہوتا جارہا ہے،لوگ ماڈرن بنتے جارہے ہیں،اس جذبے کو جگانے کے لیے میری یہ ایک بہت چھوٹی سی کوشش ہے،اللہ اس کوقبول فرمائے۔آمین

جس ذات نے ہمیں دنیا میں بھیجا،ہمیں صحت وتندرستی،قلب سلیم،عقل سلیم سے نوازا،ہم اسکو بھلانے میں لگے ہوئے ہیں،ہم اس ذات کے سامنے بہت آسانی سے بڑے بڑے گناہ انجام دے رہے ہیں،ایک دفعہ دل کی گہرائیوں سے سوچیں،اگر اللہ عزوجل نے ہمارا اسی وقت مواخذہ کرلیا تو ہمارا کیا بنے گا؟

میں قربان جاؤں اپنے پیارے اللہ پر کہ اس کا بندہ یا بندی اس کے سامنے گناہ کرتا ہے اور میرا اللہ اس کی توبہ کے انتظار میں ہوتا ہے،،کب میرا بندہ مجھ سے مغفرت طلب کرے،اور وہ اس کے عیوب پر پردہ پوشی فرماتا ہے،ہے کوئی ذات ایسی؟اس کے سامنے نافرمانی اور سرکشی کی جائے اور وہ کہے مجھ سے معافی مانگ لو،میں تمہاری معافی کے انتظار میں ہوں۔نہیں!یہ عظیم عرش والے رب کی ہی شان ہے۔

اللہ کی ذات کی معرفت حاصل کرنے کا بہترین راستہ قرآن مقدس ہے،اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم عطا کر کے ہمیں مزید اپنی محبت،شفقت اور رحمت عطا کی ہے۔

ہم اللہ کو راضی کرنے کی کوشش تو کریں،اے اللہ آپ ہم سے محبت کرتے ہیں میں

بھی آپ سے محبت کرتا یا کرتی ہوں، ہم جب دنیا والوں کو دوست بناتے ہیں تو خوب تحفہ وغیرہ بھیجتے ہیں، اللہ کے ساتھ بھی تو ایسے ہی رہیں، نفل نماز، ذکر، تلاوت کی کثرت کریں، خلوت میں ہوں یا جلوت میں، رب کے محبوب بن کے رہیں۔

اگر خدانخواستہ ہم نے اپنی زندگی ایسے ہی گزاری، یعنی "رب چاہی زندگی چھوڑ کر من چاہی زندگی گزاری" تو اپنے اللہ کے سامنے کیسے جواب دہ ہوں گے، کبھی سوچا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے جتنی حیات باقی رکھی ہے، اب سے وقت کو سمجھ کر اللہ اللہ والی زندگی گزارنے کی کوشش کریں، آخرت کا معاملہ تب آسان ہے جب اللہ دوست بنے۔ **و کفیٰ باللہ ولیاً**۔

اگر موت آئی ایسی حالت میں کہ ہم اپنی دنیا میں مست و مگن تھے تو پھر ہمارا کیا ہوگا؟ کبھی سوچا ہے؟

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنا قرب عطا کرے اور مقبول بندوں میں شامل کرے۔

آمین

☆ ☆ ☆

سچی توبہ

عزیزہ مطہرہ ضیاء ابراہیم پوری

(راقم کی حقیقی بھانجی عزیزہ مطہرہ ضیاء سلمہا (عمر ۸ سال) بنت الحاج حافظ وقاری مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب قاسمی ابراہیم پوری نے دو ماہی "افکار" کے لیے یہ مختصر مگر اہم مضمون ارسال کیا ہے، بچی کی حوصلہ افزائی اور دوسرے بچوں کی ترغیب کے لیے اسے بھی شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ حبیب اعظمی)

ایک بزرگ کہیں جارہے تھے، کچھ بچے آپس میں بحث کر رہے تھے، بزرگ جب ان کے قریب سے گزرے تو وہ بچے کہنے لگے: بابا جی! ہم آپس میں کسی مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں، آپ ذرا فیصلہ کردیں۔

انھوں نے کہا بیٹا! کیا مسئلہ ہے؟

بچے کہنے لگے ہم آپس میں بحث کر رہے تھے کہ ایک آدمی بڑا نیک ہو، کبھی گناہ نہ کیا ہو، اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہے؟ یا وہ آدمی جو بڑا ہی گنہگار رہا اور وہ سچی توبہ کرلے، اس کے دل پر خاص نظر رہتی ہے۔۔۔؟

وہ بزرگ فرمانے لگے: بیٹا! میں عالم تو نہیں ہوں، تاہم ایک بات میرے تجربے میں آئی ہے کہ میں کپڑا بنتا ہوں، اس میں دھاگے ہوتے ہیں، میرے تجربے میں یہ بات آئی کہ جو دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے، میں اسے گرہ لگاتا ہوں، اس کے بعد میں اس پر خاص نگاہ رکھتا ہوں کہ کہیں وہ دوبارہ نہ ٹوٹ جائے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سچی پکی توبہ کریں، اور گناہوں سے باز آجائیں، تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بن جائیں۔

☆ ☆ ☆

اکابر احیاء العلوم حصہ سوم: ایک تعارف

تبصرہ نگار: مولانا اسامہ ارشاد صاحب قاسمی معروفی

دیکھنا ساتھ ہی چھوٹے نہ بزرگوں کا کہیں
پتے پیڑوں سے لگے ہوں تو ہرے رہتے ہیں
(وسیم بریلوی)

شاعر کی یہ کہی ہوئی بات ایک مسلّم حقیقت ہے؛ کیونکہ موجودہ اور آنے والی نسلیں جب تک بزرگوں سے اپنا رشتہ قائم نہیں کریں گی، اسلاف و اکابر کے حالات زندگی اور ان کے کارناموں سے انھیں واقفیت نہیں ہوگی تب تک انھیں صحیح رہنمائی حاصل نہیں ہوگی اور نہ ہی اسلام کی صحیح تاریخ معلوم ہو سکے گی، اسی لیے اسلاف و اکابر کے تذکروں کو مرتب کیا جاتا ہے تاکہ ان کے مطالعے سے لوگ صحیح رہنمائی حاصل کر سکیں اور اکابرین کے حالات زندگی سے بھی واقف ہوں، نیز بہت سی اہم اور تاریخی معلومات بھی حاصل کر سکیں؛ کیونکہ تذکروں کے ذریعے صرف شخصیات کے حالات ہی سامنے نہیں آتے ہیں بل کہ اس دور کی معاشرتی و سماجی، تہذیبی و تمدنی اور ثقافتی پہلو بھی ابھر کر سامنے آتے ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب تذکرہ نے کس ماحول میں زندگی بسر کی ہے، ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تذکروں میں صرف افراد کی زندگی کے گوشے ہی نہیں؛ بل کہ اُس دور کے متعلق بہت سی معلومات بھی ملتی ہیں جسے اُس دور کی تاریخ بھی کہا جا سکتا ہے۔

"اکابر احیاء العلوم حصہ سوم" بھی اسی سلسلے کی ایک سنہری اور حسین کڑی ہے جسے دو ماہی "افکار" کے مدیر، درجن بھر کتابوں کے مصنف و مؤلف اور کلیۃ البنات جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور کے شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی نے بڑے ہی عمدہ اور بہتر

انداز میں مرتب کیا ہے، اس سے قبل اس کتاب کے پہلے اور دوسرے حصہ کو مولانا مفتی صادق صاحب قاسمی مبارک پوری (صدر المدرسین جامعہ نورالاسلام ولید پور، مئو) نے مرتب کیا تھا، اس لیے بجا طور پر دونوں صاحبان مبارک باد کے مستحق ہیں۔

قاضی اطہر مبارک پوریؒ کا یہ قصبہ زمانۂ قدیم ہی سے ارباب فضل وکمال کا گہوارہ اور علمائے ربانیین کا مرکز رہا ہے، اس کی خاک سے بڑے بڑے علما اور اولیائے کرام نمودار ہوئے، جن کی ضیا بار کرنوں سے نہ صرف اس کے اطراف؛ بل کہ ملک و بیرون ملک کے بہت سے خطے بھی روشن ہوئے۔

جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور ایک قدیم دینی ادارہ ہے، جس سے علم کے آفتاب و مہتاب نے اپنی علمی پیاس بھی بجھائی اور ملک و بیرون ملک میں اپنے علمی فیض کو جاری وساری بھی رکھا۔ اور علم وعمل کے ان درخشاں ستاروں کی تابانی سے بدعت و جہالت کی تاریکیاں بھی کافور ہوئیں اور بندگان خدا کے سینے کتاب وسنت کے نور سے منور ومعمور بھی ہوئے، تو اس لیے ان اکابرین کا تذکرہ "اکابر احیاء العلوم" کی صورت میں منظر عام پر آنا بڑی اہمیت وافادیت کا حامل ہے، جو موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بھی ثابت ہوگا ان شاء اللہ۔

فاضل مرتب نے اس کتاب میں ان نو (۹) اکابرین کا تذکرہ شامل کیا ہے، جو ۲۰۱۰ء سے ۲۰۲۳ء کے درمیان وفات پا چکے ہیں اور یہ سب احیاء العلوم کے اُن اکابرین میں سے ہیں، جن کی بزرگیت، علمی جلالت اور علمی و دینی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جن بزرگوں کے تذکرے شامل ہیں، ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں:

(۱) مولانا عبدالکریم صاحب ابراہیم پوریؒ وفات: ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۰ء۔

(۲) مولانا زین العابدین صاحب معروفیؒ وفات: ۲۸ر اپریل ۲۰۱۳ء۔

(۳) مولانا رحمت اللہ صاحب ابراہیم پوریؒ وفات: ۱۷ر فروری ۲۰۱۷ء۔

(۴) مولانا جمیل احمد صاحب مدنی مبارک پوریؒ وفات: ۱۱ر نومبر ۲۰۱۸ء۔

(۵) مولانا عبدالرب صاحب مبارک پوریؒ وفات: ۷؍دسمبر ۲۰۱۹ء۔

(۶) مولانا عبدالمعید صاحب مبارک پوریؒ وفات: ۱۲؍فروری ۲۰۲۰ء۔

(۷) مولانا سعید احمد صاحب مدنی مبارک پوریؒ وفات: ۷؍دسمبر ۲۰۲۰ء۔

(۸) مولانا ممتاز احمد صاحب مبارک پوریؒ وفات: ۲۵؍مئی ۲۰۲۱ء۔

(۹) مولانا قاری اشفاق احمد صاحب صدیقی ابراہیم پوریؒ وفات: ۱۵؍جولائی ۲۰۲۳ء۔

کتاب کے شروع میں مرتب کے "پیش لفظ" کے علاوہ مفتی محمد یاسر قاسمی، مفتی محمد صادق قاسمی اور مفتی محمد شاکر عمیر قاسمی مظاہری کے کلمات تبریک بھی شامل ہیں۔

بہرحال کتاب کی زبان صاف ستھری ہے اور پیرایۂ اظہار بھی سلیس، سہل اور آسان ہے جو بڑی بات ہے؛ کیوں کہ سہل نگاری بھی ایک فن، ایک کمال بل کہ ایک مشکل امر ہے، کہ اپنے جذبات وخیالات اور اپنی ترتیب کو قارئین کے سامنے اس طرح سے پیش کرنا کہ خواص کے ساتھ ساتھ عوام بھی استفادے میں برابر کے شریک ہوں اہم بات ہے، اور الحمدللہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی اس میں کامیاب بھی ہیں، اس سے قبل مولانا موصوف کی کئی کتابیں میرے مطالعے میں رہیں ہیں، جن پر میں نے اظہار خیال بھی کیا ہے اور ان سب کے بعد حرف آخر کے طور پر میں ایک بات کہوں گا کہ فاضل مرتب آسان لکھنے کی دشواریوں سے بخوبی واقف ہیں اور اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔

بہرحال میں اس کتاب کا خیر مقدم کرتا ہوں اور مولانا کو مبارک باد پیش کرنے کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب علمی وادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل کرے گی، ان شاءاللہ۔

کتاب ۲۷؍صفحات پر مشتمل ہے، اشاعت ۲۰۲۳ء، ناشر: مولانا شکراللہ اکیڈمی مبارک پور، اعظم گڑھ۔

☆ ☆ ☆

محبت نامہ

حبیب اعظمی

(مولانا مفتی حسان ساجد صاحب قاسمی کا محبت نامہ)

عزیز گرامی قدر مولانا مفتی حسان ساجد صاحب قاسمی ندوی، باصلاحیت نوجوان فضلاء میں بلند مقام کے حامل ہیں، ان کے والد بزرگوار حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرحمٰن ساجد الاعظمی صاحب دامت برکاتہم ملک کے نامور اہل علم وقلم اور اصحاب فضل وکمال میں سے ایک ہیں۔

مولانا ڈاکٹر حسان ساجد صاحب سے میری ملاقات ان کے دولت کدے پر (واقع: موضع کوئر یا پار ضلع مئو) ہو چکی ہے، جب کہ وہ ایام تعطیل میں گھر تشریف فرما تھے۔ موصوف ہندوستان میں تعلیمی فراغت کے بعد گزشتہ چند برسوں سے ملیشیا کی اسلامک یونیورسٹی میں تخصص (پی ایچ ڈی) کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

عزیز ممدوح راقم الحروف سے علمی تعلقات کی بنیاد پر بڑی محبت کرتے ہیں اور انھوں نے متعدد بار اپنے قلم گہر بار سے راقم کی تحریروں اور قلمی کاوشوں پر گراں قدر حوصلہ افزائیوں سے بھی نوازا ہے۔ ان کے متعدد اہم تبصرے ہمارے محبوب رسالہ دو ماہی "افکار" میں بھی "افکار کی ڈاک" کے تحت شائع ہو چکے ہیں۔

گزشتہ روز انھوں نے راقم کی تازہ کتاب "تحفۂ طالبات" کی اشاعت پر بھی حوصلہ افزائی کے ساتھ مبارک باد دی، ان کے وہ کلمات عالیہ ان کے بے حد شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

(مولانا ڈاکٹر حسان ساجد صاحب قاسمی کی مبارک تحریر)

آپ کی تحریروں اور مجموعہائے کتب کی روشنی میں آپ کے اوصاف چیدہ وچنیدہ باختصار شدیدہ:

تحریر کی چاشنی

ایک سادہ اور بے حیثیت کاغذ، مگر قلم شما نے اسے بیش قیمت اور بیش بہا الفاظ کے پیرہن سے ایک دلہن کی طرح اس طرح سجایا اور سنوارا کہ نظریں بچانے والے جمانے لگے۔ ہٹنے، بچنے اور دور رہنے والے لمس کے لیے تڑپنے لگے۔ قریب آئے تو اسی کے ہوکر اور اسی میں کھوکر رہ گئے!

زودنویسی

قلم شما اس برق رفتاری سے رواں دواں ہے کہ کلمح بالبصر ایک نئی کتاب قارئین کے دربار میں ایسے جیسے دربار سلیمانی میں تخت بلقیس۔

سفر قلم در لمحات الم

قلم شما سے تحریر در تحریر، کتاب در کتاب کی آمد کے تسلسل کا راز حافظ شیرازیؒ کے اس مصرع: "فراغتے، کتابے وگوشۂ چمنے" کی سہولیات کا گمان ہوتا ہے، لیکن حقیقت اس کے برعکس کہ زندگی کی بھیڑ، ذمہ داریوں کا بوجھ، جہاں خود چلنا مشکل تھا، قلم کا بوجھ بھی یہ سوچ کر اٹھالیا کہ "آب حیواں درتاریکی است" اور منزل کو آلگا۔

یارب قبول عام ملے سب کتاب کو

حسان ساجد

یکم/فروری ۲۰۲۴ء

☆ ☆ ☆

افکار کی ڈاک

(قارئین افکار کے منتخب تبصرے)

بہت عمدہ مضامین ملے

السلام علیکم، امید کہ بخیر ہونگے

ابھی افکار کا مطالعہ کیا، الحمد للہ بہت عمدہ مضامین ملے خصوصا "نکاح کو آسان کیجئے"... تبصرے جو آپ ہی کی دو کتابوں کے سلسلے میں ہیں، بہت عمدہ ہیں اور آپ کے لیے حوصلہ افزاء ہیں۔ اسی طرح آپ کا ایک مضمون ....افکار... کیلئے محنت اور تگ ودو کے سلسلے کا بہت پسند آیا کہ اس سے معلومات فراہم ہوئیں، افکار کے لیے آپ کی کاوشوں اور آپ کی علمی وعملی کوششوں کے بارے میں افکار پر معتمد لوگوں کا تبصرہ یقیناً افکار کے مستقبل کی راہ ہموار کرنے میں معین ہوگا، عمدہ تبصروں کے ساتھ احقر کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو بھی آپ نے اس قیمتی شمارے میں جگہ دی ممنون وشکور ہوں جناب کا کہ احقر کا تبصرہ دیگر بہترین تبصروں میں مخمل میں ٹاٹ کے پیوند جیسا ہے، لیکن آپ کی نوازشات کہ آپ ہم کم علموں اور نو سکھوا لوگوں کے لیے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام کاوشوں کو قبول فرمائے اور افکار کے سفر کو دراز بہت دراز کرے آمین ثم آمین یارب العالمین

تبصرہ نگار: مولانا حذیفہ خضر القاسمی (خیر آبادی)

...دلوں کو چھو لیتا ہے

(راقم حبیب اعظمی کی ہمشیرہ کے مضمون: "صبر کریں کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" پر ان کے داماد: رفیق مکرم مولانا ڈاکٹر حسان ساجد صاحب قاسمی ندوی کا محبتوں بھرا خوب صورت تبصرہ)

ماشاءاللہ!!! دلکش تحریر۔ مضمون پڑھا، یہ صرف ایک مضمون، ایک تحریر، اور نقوش وحروف کا مجموعہ ہی نہیں! بلکہ دل شکستہ، دل زدہ، دل خستہ، غم زدہ، مصیبت زدہ، افسردہ، پژمردہ اور رنجیدہ لوگوں کے لیے دل دہی، ڈھارس، تسلی، تشفی، دلاسا، دل جوئی، دل جمعی، اور تسکین کا سامان ہے، مؤثر، اور عمدہ تحریر۔ الفاظ عام، لیکن نزول خاص، یہ اصلاح کا عمدہ اور خوبصورت اسلوب، اور بہترین پیرایہ بیان ہے، جو دلوں کو چھو لیتا ہے۔

ہم جیسے لوگ اگر اپنی پوری توانائی، اور صلاحیت صرف کر دیں، تو بھی شاید اس طرح کا مضمون، اور اس قدر مؤثر تحریر، تحریر نہ کر سکیں، جو آپ کے قلم سے ظہور پذیر ہوئی۔

یہ تو خدائی عطیہ ہے، جو خدا نے آپ کو لدنی طور پر عطا کیا ہے، اگر اسے لدنی نہ کہیں تو کیا کہیں؟ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، ماہر قلم کار، اور ایک ادیب واریب کی طرح قلم کشی اور قلم زنی! یہ آپ کے نقوش قلم سے خدائی معجزہ کا اظہار ہے! جو ہم جیسوں کو کیا!؟ بلکہ بڑے سے بڑے قلم کاروں کو یہ کہنے پر مجبور کر دے!

نچاتا ہوں لفظوں کو نوک قلم پر
ہنر میرا اہل قلم دیکھتے ہیں

اللہ مزید توفیق سے نوازے، اور زور قلم عطا فرمائے آمین۔

تبصرہ نگار: مولانا ڈاکٹر حسان ساجد صاحب قاسمی ندوی دامت برکاتہم (کوئریاپار، ضلع مئو) ریسرچ اسکالر اسلامک یونیورسٹی آف ملیشیا

...محنت کرتے رہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہونگے

ماشاءاللہ بہت بہت مبارک ہو، آپ کی نئی کتاب آ رہی ہے، اس کے لیے بھی آپ کو ڈھیر ساری مبارکباد اور نیک خواہشات!!

الحمدللہ ماہ جنوری 2024 کا تازہ شمارہ "افکار" بذریعہ واٹسپ نظر نواز ہوا، اس کی پی ڈی ایف سے ہی پڑھا، ماشاءاللہ مضامین کافی دلچسپ ہیں اور معلومات افزا بھی۔

آپ کا اداریہ کافی شان دار ہے، علامہ سیفی الاعظمی رحمہ اللہ کی نعت النبی بہت ہی دلکش ہے:

مطلع نور مبیں طیبہ میں ہے
مرکز دین متیں طیبہ میں ہے

کیا ہی زبردست، لاجواب اور عمدہ اشعار ہیں۔

مولانا عبد العلیم قاسمی صاحب کا مضمون "مکی زندگی پر ایک نظر" بھی بہت ہی خوبصورت ہے، بقیہ سبھی مضامین بہترین اور دلچسپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔

یوں ہی آپ محنت کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی کے ساتھ ساتھ عمر لمبی عطا فرمائے۔

تبصرہ نگار: مولانا ظفر ہاشم صاحب قاسمی مبارک پوری

☆ ☆ ☆